# دہن میں زباں تمہارے لئے
# بدن میں ہے جاں تمہارے لئے!

تحریر: نذیر احمد غازی (سابق جج ہائیکورٹ)

پاکستان بہرحال ایک آزاد ملک ہے۔ یہ ایک نظریاتی اسلامی سلطنت ہے۔ یہاں پر ہر شخص آزاد ہے۔ لیکن آزادی کا مطلب انسانیت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے حقوق و فرائض کی پہچان ہے۔ آزادی کا مطلب حقوق انسانی کا تحفظ ہے۔ اگر ریاست کے کسی فرد کو اپنے حق کا تحفظ میسر نہیں ہے تو ریاست کے ارباب بست و کشاد کا فرض ہے کہ وہ شہری کا حق دلوائے۔ اگر ریاست کا حاکم حق نہ دلوا سکے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی نااہلی کا اعتراف کرے۔ پاکستان کے 17 کروڑ عوام میں سے 95 فیصد لوگ مسلمان ہیں اور ان کا دین اسلام ہے اور اسلام کا کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہے اور کلمے کا امتیاز محمد مصطفیٰ ﷺ سے غیر مشروط اور لامحدود وفاداری ہے اور پورے عالم انسانیت میں معیار وفا و محبت بھی جناب رسالت مآب ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ ایمان و محبت کا محور بہرحال، بہرحال محبوب رب العالمین ﷺ کی عظمت و کمال کو دل کی گہرائی سے تسلیم کرنا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا بلاتفریق مسلک یہ عقیدہ ہے کہ: ''محمد ﷺ کی محبت دین کی شرط اوّل ہے۔''

اور یہ حقیقت کبھی فراموش نہ ہو کہ ایمان کی اہمیت جان سے زیادہ ہے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی جان کو نقصان دے تو وہ لائقِ سزا ہے اور کسی کے ایمان پر حملہ کرے تو وہ فساد فی الارض کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے اور اس کا وجود انسانی بیزاری کا سبب ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص 16 کروڑ سے زیادہ انسانوں کے ایمان پر حملہ کرے تو اس سے بڑا کون بدبخت ہوگا۔ اسلامی نظریاتی پاکستان میں یہود و نصاریٰ کے خفیہ اشاروں سے حوصلہ پا کر جب غیر مسلم جناب رسالت مآب ﷺ کی توہین کی جسارت کرتے ہیں تو مسلمانوں کے دل زخمی ہوتے ہیں۔ فساد اور بدامنی کا دروازہ کھلتا ہے۔ اسی لئے قانون کا راستہ اپنانے کیلئے ضابطۂ تعزیرات پاکستان میں C-295 کا ایک مکمل ضابطہ موجود ہے۔ فساد اور بدامنی کو روکنے کیلئے جب قانون حرکت میں آتا ہے تو منافقینِ امت پورے زور و شور سے گستاخانِ نبیؐ کی حمایت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ ان منافقین کے نزدیک ایمان، اخلاق اور دین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ قانون و عدالت کو بے چارے کیا اہمیت دیں گے۔ تازہ ترین واردات یہ

ہے کہ شیخوپورہ کی ایک عیسائی عورت آسیہ نے توہینِ رسالت ؐ کا ارتکاب کیا۔ حسبِ طریقہ قانون حرکت میں آیا۔ ایڈیشنل سیشن جج نے موت کی سزا سنائی۔ ابھی مجرمہ کو ہائیکورٹ میں اپنی اپیل پیش کرنے کا حق موجود ہے۔ ہائیکورٹ میں وہ فاضل ججز پر مشتمل ڈویژن بنچ (ڈی بی) اس سزا کا ناقدانہ جائزہ لے سکتی ہے اور ہماری اطلاع کے مطابق مجرمہ کی جانب سے یہ اپیل دائر بھی کر دی گئی ہے۔

لیکن صاحبو! عدالت سے زیادہ اپنی ذات کو محورِ قوت سمجھنے والے پنجاب کے گورنر نے جیل پہنچ کر مجرمہ کو جیل کی کوٹھڑی سے نکلوا کر اپنے ہمراہ بٹھا کر پریس کانفرنس کی اور توہینِ رسالت ؐ کے جرم میں سزا یافتہ مجرمہ کو معصوم اور بے گناہ ثابت کرنے کی چھچھوری کوشش کی۔ گورنر پنجاب کا یہ فعل بالکل لایعنی اور غیر قانونی ہے۔ یہ معاملہ ابھی تک عدالتوں سے متعلق معاملہ ہے۔ گورنر کا یہ فعل عدالت کے معاملات میں مداخلت ہے اور سینہ زوری ہے۔ پوچھا جائے کہ وہ کس قانون و اختیار کے تحت عدالت سے سزا یافتہ کو مراعات یافتہ بنا رہے ہیں۔ جناب چیف جسٹس کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ گورنر پنجاب کے اس دیدہ دلیرانہ اقدام کا ازخود نوٹس لیں۔

واہ رے واہ! لوگ سرورِ کائنات ﷺ کی گستاخیاں کریں۔ عدالت سزا دے اور نشہ اقتدار میں بدمست حکمران ایسے سزا یافتہ گستاخوں کو ہلہ شیری دیں اور جیل کی کال کوٹھڑی سے نکال کر اپنے ساتھ معززانہ طریقے سے بٹھا کر انہیں معصوم ثابت کر دیں۔

میرے وطن کے لوگو! توہینِ رسالت ؐ کے گھناؤنے جرم پر جس کسی نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ اسے اسی دنیا میں بے سہارا اور ناکارہ کر کے مارے گا۔ دنیا دیکھے گی۔ ظلم بالائے ظلم یہ کہ حکمرانوں کی ہر پارٹی مسلمانوں کے جذبات کا خون کرنے کی قسم اٹھائے ہوئے ہے۔ یہ پیپلز پارٹی کے بزرجمہر اقتدار کے ایوانوں میں براجمان محض عالم کفر کو خوش کرنے کیلئے آئین و قانون اور دین و ایمان کی سرحدیں پھلانگنے میں کوئی عار تک محسوس نہیں کرتے۔ دوسری جانب پنجاب کے ایوانوں، حکومت پر متمکن نواز شریف صاحب کی پارٹی ہے۔ جس کے وزیر قانون نشہ قوت میں اتنے چور ہیں کہ ان کی زبان لڑکھڑاتے ہوئے کہاں کہاں ٹھوکریں کھاتی ہے

اب یہی وزیر قانون ٹی وی مذاکروں میں شریک ہو کر گورنر پنجاب جیسے دیگر دین مخالف افراد کی نمائندگی کرتے ہیں اور برملا 295-C کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ قانون ختم ہونا چاہیے۔ یہ لوگ یقیناً اپنے رہبر رہنما پارٹی لیڈرز کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ یہ کیسے وزیر قانون ہیں جو آئین و قانون اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں سے

نابلد ہیں۔ اگر وہ ہائیکورٹ کے فل بنچ اور فیڈرل شریعت کورٹ اسماعیل قریشی بنام وفاقی حکومت جیسے مقدمات کے فیصلہ جات کو پوری طرح پڑھ لیتے تو انہیں کم از کم اس طرح کی بے اعتنائی اور کم علمی کا مظاہرہ نہ کرنا پڑتا۔

اسی ٹی وی مذاکرہ میں ایک راجہ نامی شخص بھی ہے جو اپنی بے علمی یا کمزور ترین ایمانی کیفیت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ پھر ایک مغرب زدہ خاتون جس کا وطیرہ ہی اسلام اور شعائر اسلام پر تنقید ہے۔ یہ سب مل کر ایک ظالمانہ، کافرانہ اور دلخراش مسلم دشمن فعل کی حمایت کر رہے ہیں کہ گستاخی رسول کے مرتکب افراد کیلئے سزا کے راستے بند کر دیئے جائیں اور پھر ان کیلئے رسول دشمنی کے راستے کھول دیتے ہیں۔ یہ بے چارے اپنی نام نہاد عزت اور نام نہاد شہرت کی خاطر کائنات کی محبوب ترین شخصیت سے دشمنی مول لے رہے ہیں۔

اے گروہ انسان! خطاؤں کے پتلو، اپنی نفسانی خواہشوں کے اسیر فساد فی الارض کو فروغ دینے کی کوشش مت کرو۔ فیصلہ شدہ امور کو مت چھیڑو۔ لاہور ہائیکورٹ کے فیصلے (ریاض احمد بنام سرکار، پی ایل ڈی 94ء لاہور) میں جسٹس میاں نذیر اختر نے قرار دیا تھا کہ اگر 295-C جیسے قوانین کو ختم کیا گیا تو پھر لوگ گستاخ رسول جیسے ابلیسی جرم کا پہلے کی طرح از خود فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ دشمنِ دین، عقل کے اندھے ایسے ایسے معاملات میں قائداعظمؒ اور اقبالؒ کا نام استعمال کرتے ہیں۔ کس نشے میں پنجاب کے بڑے کہتے ہیں کہ ہم قائداعظمؒ کے طرز فکر کو اپناتے ہیں۔ ارے قائداعظمؒ تو ملت اسلامیہ کے وہ عظیم سپوت ہیں۔ جنہوں نے ایک گستاخ رسولؐ کے قاتل غازی علم الدین شہید کا مقدمہ 1930ء میں لڑا تھا اور پوری امت اسلامیہ ان کی پشت پناہی کر رہی تھی۔ قائداعظمؒ نے یہ مقدمہ محض جذبات کی بنیاد پر نہیں لڑا تھا۔ بلکہ حقائق اور حقوق انسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے لڑا تھا۔ اقبال کے نام نہاد پرستارو! تم یہ بات کیوں بھول جاتے ہو کہ جب غازی علم الدین شہیدؒ گستاخ رسولؐ کو کیفر کردار تک پہنچا آئے تھے تو حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ نے وہ تاریخی جملہ کہا تھا کہ ''اسیں گلاں کردے رہ گئے، ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا'' کہ ہم باتیں کرتے رہ گئے اور بڑھئی کا بیٹا بازی لے گیا اور اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ یہ ناز و نعمت میں پلے ہوئے گستاخوں کے ہمدرد اور اللہ کے محبوب اعظمؐ کے خفیہ دشمن بہت جلد اپنے بدترین انجام کو پہنچیں گے اور ان کا نشۂ اقتدار ہرن ہو جائے گا۔

(بشکریہ: نوائے وقت لاہور)